اور طلب ظاہر کردے اور دنیا کی حکومتیں بھی ایسا کرتی ہیں اعلان ہوتا ہے کہ فلاں دن یوم آزادی ہے اس دن دس سالہ قیدیوں کو رہا کیا جائیگا۔ اور کبھی جب بہت بڑی خوشی کا دن ہوتا ہے تو پھانسی کے مستحق اور عمر قید پانے والوں کو بھی درخواست کی صورت میں نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔

تو بھائیو! واللہ العظیم ایسی جھڑی کا مہینہ پھر ملے یا نہ ملے اس سے فائدہ اٹھاؤ کچھ کاشت کرلو۔ آخرت کیلئے کچھ کمالو، اگر کسی کاشت کار نے بارش سے فائدہ اٹھایا زمین پر محنت کی تو اسکی محنت بار آور ہو گی، اور جو غافل رہا تو اسکو سوائے محرومی اور افسوس کے کیا ملے گا۔ اور اگر کسی زمین نے پہلے سے تیار کی ہو، صاف کی ہو اور بیج بولیا ہو تو ایسے زمیندار کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے کہ اب تو ان شاء اللہ محنت ٹھکانے لگ جائے گی پس ان ایام میں آخرت کیلئے کچھ بولو۔ حضورؐ نے فرمایا۔

الدنیا مزرعة الاخرة "دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔" تم بھی اس موسم سے فائدہ اٹھاؤ جس میں نفل نیکی فرض اور ایک نیکی ستر نیکیوں کے برابر ہے پھر آجکل تو ٹھیکوں کا زمانہ ہے، نفع کیلئے رشوت دی جاتی ہے۔ پوری قوم اس لعنت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بچائے۔

تو اللہ تعالیٰ اس موسم میں بغیر رشوت کے ستر گناہ نفع دیتا ہے اور پھر دینا کے ٹھیکیدار اگر سو میل سڑک بنادیں اور اس میں دو ایک میل بھی خراب ہو تو مالک سارے کا سارا کام مسترد کر دیتا ہے۔ مگر اللہ وہ ذات ہے اگر ایک سو میل بنائی ہوئی سڑک خراب ہے مگر دو ایک میل اس میں ٹھیک ہے تو وہ سب قبول کرلیتا ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہا جاتا۔ اگر مہینہ بھر رمضان کی قدر و قیمت نہ ہوئی، پچیس روزوں کو ضائع کر دیا اور آخری پانچ دنوں میں بھی سنبھل گیا، رویا استغفار کیا تو اس صورت میں بھی اللہ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور سب کچھ بخش کر اسے پورے رمضان کی برکتوں سے نواز دیتا ہے۔

افسوس اور حسرت ہے اس بد قسمت پر جو ایسی سردی کے موسم میں روزے نہ رکھ سکا، وہ کس طرح قہر خداوندی سے بچ سکے گا۔ یہ زنگ آلودہ لوہا ہے جو بھٹی میں چھوڑ دیا جائیگا۔ یا یوں کہیے کہ ایسی شوریدہ زمین ہے جس کی سرسبزی کی کوئی امید نہیں۔

------☆☆☆☆☆------

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی اکل البطیخ بالرطب

خربوزہ کو کھجور سے ملا کر کھانا

حدثنا عبدة بن عبدالله الخزاعی حدثنا معاوية بن هشام عن سفيان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبی ﷺ کان یاکل البطیخ بالرطب وفی الباب عن انس، هذا حدیث حسن غریب ورواه بعضهم عن هشام بن عرو عن ابيه عن النبی ﷺ ولم یذکر فیه عن عائشة **وقدروی یزید بن رومان عر** عائشة هذا الحدیث۔ (ترجمہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خربوزہ یا تربوز کو کھجور کیساتھ کھاتے تھے۔

اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن و غریب ہے اور بعض محدثین نے ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں ہشام نے حضرت عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس حدیث کو یزید بن رومان نے بھی حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔

البطیخ والرطب کی تحقیق بطیخ باء کے کسرے اور طاء کی تشدید کیساتھ آیا ہے جسکا معنی ہے تربوز و خربوزہ۔

الرطب راء کے ضمے اور طاء کے فتح کے ساتھ پکی ہوئی کھجور کو کہا جاتا ہے۔

ہے۔اس لئے کہ بعض روایات میں ہے کہ انه ﷺ یکسر حرهذا ببرد هذه۔
دوسرے علما فرماتے ہیں کہ نہیں بطیخ سے مراد خربوزہ ہے ہاں اگرچہ خاصیت کے اعتبار سے گرم ہے مگر لمس ذائقہ کے لحاظ سے سرد ہے اس لئے کہ جب ہم غربوزہ کھاتے ہیں تو وہ گرم لگتا ہے یا ٹھنڈا؟ ظاہر بات ہے کہ ٹھنڈا ہی لگتا ہے تو یہاں ذائقہ مراد ہے۔ تو اسلئے کھجور اور خربوزہ کے ملا کر کھانے سے ان میں اعتدال پیدا ہو گیا۔ یعنی کھجور کی گرمی غربوزہ کے کھانے سے معتدل بن گئی۔
اس کیلئے یہ حضرات حضرت انسؓ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں جسکو امام نسائی نے نقل کیا ہے عن انسؓ: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الرطب والخربز: اور الخربز خاء کے کسرے راء کے سکون اور باء کے سکون کے ساتھ جسکے بعد زاء ہو تو یہ البطیخ الاصفر کی ایک نوع ہے جو اصلاً خربوزہ ہی ہے۔اور جہاں تک گرمی کا سوال ہے تو بطیخ میں کھجور کے مقابل گرمی کم ہے۔ بہر حال بعض اشیاء کا ایک دوسرے کے معنی پر ہونا یعنی خربوزہ، تربوز، گرما سردہ وغیرہ بھائی بہن ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں کو ملایا جائے تاکہ خاصیت میں اعتدال پیدا ہو۔
<u>کان یاکل البطیخ بالرطب :</u> یعنی رسول اللہ ﷺ تربوز، خربوزہ، کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔اور کیفیت کا بھی ذکر آتا ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت میں خربوزہ کو کھجور کیساتھ ملانے کا طریقہ بھی مذکور ہے عن انسؓ کان یأخذ الرطب بیمینه والبطیخ بیساره فیأ کل الرطب بالبطیخ وکان احب الفاکهة الیه کہ آپؐ دائیں ہاتھ سے کھجور لیتے تھے اور بائیں سے تربوز یا خربوزہ لیکر دونوں کو ملا کر کھاتے تھے۔اور یہ آپؐ کا محبوب ترین پھل (فروٹ) تھا۔

باب ماجاء فی اکل القثاء بالرطب

کھیرے کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ،حدثنا ابراهیم بن سعد عن ابیه عن عبدالله بن جعفر قال کان النبی ﷺ یأکل القثاء بالرطب۔

هذا حدیث حسن صحیح غریب لا نعرفه من حدیث ابراهیم بن سعد۔

(ترجمہ) عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھیرے کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ کھجور کھیرے کیساتھ ملا کر کھانا، قثاء کھیرے کو کہا جاتا ہے۔ صاحب مصباح نے لکھا ہے کہ القثاء بکسر القاف وتشدید الثاء المثلثة ویجورضم القاف وهو اسم جنس لما یقوله الناس الخیارو بعض الناس یطلق القثاء علی نوع یشبه الخیار : اور یہ تفسیر فقہاکرام کے اس قول کے موافق ہے کہ اگر کوئی اس بات پر قسم اٹھائے کہ وہ فروٹ نہیں کھائے گا تو وہ قثاء اور خیار کے کھانے سے حانث ہو گا۔ فقہاکا یہ قول اس بات کا مقتضی ہے کہ قثاء کو خیار کہنا تسامح ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ذکر کیا ہے وقثاء ھا وفومها،وعدسهاو بصلها الخ قثاء کی دو قسمیں ہیں (۱) چھوٹا کھیرا (جو عام طور پر بازاروں میں ملتا ہے) پشتو میں اسکوبادرنگ کہا جاتا ہے۔ (۲) دوسرا لمبا ہوتا ہے پشتو میں اسکو (ترا) کہا جاتا ہے۔ اور فارسی میں اسکو خیار دراز کہا جاتا ہے۔

قثاء کی خاصیت : یہ بھی طبعی لحاظ سے سرد ہے جب کھجور کیساتھ ملا کر کھایا جائے تو کھانے میں اعتدال پیدا ہو جائیگا اور کھجور کی گرمی کھیرے کی ٹھنڈک سے معتدل ہو جائیگی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ کھانے کی اقسام کی صفات اور اسکے طبائع اور خاصیات کا لحاظ رکھنا جائز ہے۔ اور انکا استعمال طبی اصول کےمطابق ہونا چاہیے۔

کھانے کا طریقہ امام طبرانی نے عبداللہ بن جعفر کی روایت سے نقل کیا ہے۔ قال رایت فی یمین النبی ﷺ قثاء وفی شماله رطبا وهو یاکل من ذامرة ومن ذامرة .(ترجمہ) میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کھیرا اور بائیں ہاتھ میں کھجور تھی اور آپ کبھی اُس سے کھاتے تھے اور کبھی اِس سے کھاتے تھے۔ امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے دونوں اشیاء کو ایک ساتھ کھانے کا اور کھانوں میں توسع کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ جن بعض اسلاف سے اسکے خلاف مروی ہے تو وہ عادت بنانے اور بلا ضرورت شرعی یا مصلحتِ دینی، کہ ترفہ اور تعیش کی حد تک نہ ہوں پر محمول ہے۔

باب ماجاء فی شرب ابوال الابل

(اونٹوں کا پیشاب پینے کے بیان میں)

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا عفان حدثنا حمادبن مسلمة حدثنا حمید وفتادة عن انس ان ناسا من عرینة قدموالمدینة فاجتووها فبعثهم رسول الله فی ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها وابوالها۔

هذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ثابت وقدروی هذا الحدیث من غیروجه عن انس رواه ابو قلابة عن انس ورواه سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن انس (ترجمہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے اور وہاں کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی اور بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انکو مدینہ سے باہر صدقہ کے اونٹوں میں بھیجا اور فرمایا کہ جاکر وہاں رہو اور جانوروں کا دودھ اور پیشاب پیو۔

بول ما یو کل لحمه یعنی جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکے پیشاب کا کیا حکم ہے یہاں اونٹ کا حکم صراحۃً بیان ہو رہا ہے مگر اس کیساتھ بھیڑ بکری گائے بھینس وغیرہ کے پیشاب کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اسکی اصل جگہ تو ابواب الطہارۃ ہے اسلئے اسکی تفصیلات وہاں بیان کی جاچکی ہیں۔ اور آپکو معلوم ہو چکا ہوگا مختصراً یہ کہ جلد اول میں یہ حدیث تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث عن انس ان ناسا من عرینة قد مواالمدینة فاجتو وها فبعثهم رسول الله فی ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها وابوالها فقتلو اراعی رسول الله ﷺ واستاقوا الابل وارتدوا عن الاسلام فاتی بهم النبیؐ فقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف وسمر اعینهم والقاهم بالحرةقال انس فکنت اری احدهم یکدر الا رض حتیٰ ماتو وربما قال حماد ماتو یکدم الارض بفیه حتیٰ ماتوا

اس حدیث کو بعض حضرات حلال جانور کے پیشاب کی پاکی کے لئے بنیاد بناتے ہیں اور انکا کہنا یہ ہے کہ بول ما یو، کل لحمه پاک ہے۔ غیر مایو کل لحمه یعنی حرام جانوروں کے پیشاب کے بارے میں اتفاق ہے کہ انکا پیشاب نجس اور پلید ہے جن میں انسان بھی داخل ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ

اور امام شافعیؒ کی رائے میں تمام ترابوال چاہے حلال جانوروں کے ہوں یا حرام کے ناپاک اور پلید ہیں اور انکا پینا حرام ہے۔ اور ان سے جسم اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں ایک رائے یہ ہے کہ کہ بول مایؤ کل لحمه حرام اور نجس ہے مگر علاج اور دوا کے طور پر اسکا استعمال جائز ہے۔ خواہ اضطرار ہو یا نہ ہو۔ یہ مسلک امام ابو یوسفؒ کی طرف منسوب ہے جسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے جو امام احمد ابن حنبلؒ اور امام مالکؒ اور احناف میں امام محمدؒ سے بھی ایک روایت منقول ہے جو حلال جانور کے پیشاب کو پاک قرار دیتے ہیں اور اس حدیث کو بنیاد بناتے ہیں

عرینہ کی تحقیق چند لوگ بنو عرینہ کے مدینہ آئے جسکو بطن عرنہ کہا جاتا ہے اور عرنۃ کی طرف منسوب ہے۔ عرفات سے جب مزدلفہ کو آتے ہیں تو مزدلفہ اور عرفات کے درمیان ایک جگہ ہے جسکو وادی عرنۃ کہا جاتا ہے جو آپ فقہ کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں کہ مزدلفۃ تمام کا تمام موقف ہے الا بطن عرنۃ : یعنی حاجی مزدلفہ میں جہاں بھی رات گزارنا چاہے گزار سکتا ہے مگر بطن عرنۃ میں پڑاؤ کرنے سے احتراز کیا جائے تو اس علاقے کے لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے مدینہ آئے ان کا تعلق قبیلہ عرینہ اور عکل سے تھا تعداد سات تھی یا آٹھ تعداد میں اختلاف اس وجہ سے ہے کہ چار افراد عرینہ سے تھے اور تین عکل قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھی راستہ میں ان کیساتھ آملا تو کسی نے سات ذکر کیا کسی نے آٹھ افراد کا ذکر کیا۔ یہاں کی آب و ہوا انکو موافق نہ آئی انکا اسلام بھی منافقانہ تھا پہلے سے نیت خراب تھی۔ آب و ہوا بھی ناموافق ہوئی۔ تو بیماری کی صورت میں حضور اقدس ﷺ نے انکو مدینہ منورہ سے باہر بھیجا جہاں مال غنیمت کے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہوتے تھے ،اور فرمایا کہ جاؤ وہاں اونٹوں کی چراگاہ اور ریوڑ ہیں وہاں پڑے رہو تو آب و ہوا بھی بدل جائے گی۔ اور تندرست ہو جاؤ گے اور وہاں اونٹنیوں کا دودھ اور انکے پیشاب کو استعمال کرو۔

ان لوگوں نے وہاں جاکر دودھ اور پیشاب پیا تو تندرست ہو گئے ، صحتمند ہونے کے بعد انکی نیت خراب ہو گئی کیونکہ وہاں کافی سارے اونٹ ، بھیڑ بکریاں تھیں نگرانی کیلئے ،دو چار چرواہے ہوتے تھے ، تو ان ظالموں نے ان چراہوں کو قتل کر دیا اور انکی آنکھیں نکالیں ، کان اور ہاتھ پاؤں بھی کاٹے اور مرتد ہو گئے اور اونٹ بھگا کر لے گئے ، رسول اللہ ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپؐ نے انکے

تعاقب میں چند اشخاص روانہ کئے، وہ انکو گرفتار کر کے آپؐ کے سامنے لے آئے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ انہیں بھی ایسی ہی سزا دو جس طرح انہوں نے کیا ہے، چونکہ انہوں نے قتل کیا، ڈاکہ ڈالا، چوری کی اور مرتد ہو گئے تو ایسے سنگین جرائم کی رسول اللہ ﷺ نے ان کو سزا بھی سخت دی کہ انہیں قصاصاً قتل کر دیا جائے انکے بھی ہاتھ و پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور انکی آنکھیں بھی نکالی جائیں اور باہر سخت دھوپ میں پھینک دیئے جائیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ باہر دھوپ میں تڑپ رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ تکلیف کے مارے زمین کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ اب امام ترمذی اس حدیث سے استدلال کر کے فرماتے ہیں:

اکثر اھل العلم قالوا لا بأس ببول ما یو کل لحمه اکثر اہل علم فرماتے ہیں کہ بول مایو کل لحمه (حلال جانوروں) کے پیشاب کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

جواب۔ (۱) جو جواز کے قائل نہیں وہ اس حدیث سے جواب دیتے ہیں کہ یہ ایک مخصوص واقعہ ہے اس سے عمومی استدلال اور اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

(۲) یا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جس وقت بول مایو کل لحمہ کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے کہ ابتداً بتدریج کسی چیز کی حرمت آرہی تھی جیسا کہ شراب کی مثال ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اسوقت یہ حکم دیا کہ جاؤ تم انکے دودھ، پیشاب کو استعمال کرو۔ جبکہ حرمت نہیں آئی تھی اور بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور تمام جانوروں کا پیشاب حرام قرار دیا گیا۔ اس واقعہ کے مخصوص ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں کافی چیزیں ایسی ہیں جو کہ اب بالاتفاق ہمارے لئے جائز نہیں جیسے مثلہ مثلاً، آنکھیں نکالنا، کان کاٹنا، ہاتھ پاؤں کاٹنا۔ چہرہ مسخ کرنا یہ سب حرام ہے۔ اسلام عدل وانصاف کا مذہب ہے حتی کہ اگر تم نے جنگ میں بھی کسی کافر کو قتل کیا تو اسکی لاش کی بے حرمتی کی ممانعت ہے لاش کی ایسی حالت نہ بناؤ گے جس سے تغیر خلق اللہ کی صورت پیدا ہو، گویا کہ اسکی خلقت میں تبدیلی نہیں کی جائیگی۔ اور اسکے چہرے کو مسخ نہ کیا جائیگا۔ آنکھیں نکالنا ہاتھ و پاؤں کاٹنا، یہ مثلہ ہے جو حرام ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کفار جو بھی کریں ہم نے ایسا نہیں کرنا۔ اگرچہ جنگ اور قتال میں ایسا کرنے کی اجازت ہے مگر مثلہ کرنا جائز نہیں۔

جبکہ واقعہ عرینیین کے متعلق اس حدیث میں مثلہ کرنے کا بھی ذکر ہے پھر تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مثلہ کرنا جائز ہے حالانکہ مثلہ کرنا بالاتفاق حرام ہے تو مثلہ کی طرح پیشاب کے استعمال کرنے کا حکم بھی منسوخ ہوگیا ہے۔

(۳) ایک جواب یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ لوگ مرتد ہونگے انکا ایمان منافقانہ ہے تو کافر اور مرتدین کے کھانے پینے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں ہوتی، وہ تو خنزیر، شراب اور پیشاب اور ہر اچھے برے کو کھاتے پیتے ہیں چونکہ انکے ظرف پلید تھے لہٰذا انکے لئے پیشاب دوا ثابت ہوئی جیسا کہ ارشاد ہے الخمر لهم كالخل لنا والخنزير لهم كالشاة لنا۔

تداوی بالحرام کا مسئلہ بعض حضرات نے اس سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ تداوی بالحرام یعنی حرام چیزوں سے علاج و معالجہ جائز ہے اسلئے کہ انکا بغیر اسکے اور کوئی علاج نہیں تھا اسلئے کہ بعض امراض ناپاک اور پلید اشیاء کے ذریعے ختم ہوتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تداوی بالحرام جائز ہے۔ جب معالجین اور ماہرین کو قطعی یقین ہو جائے کہ مریض کا دوسرا کوئی علاج نہیں سوائے اس شراب، خنزیر اور حرام چیزوں کے جیسا کہ بعض ادویات میں زہریلی اور حرام اشیاء بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ مگر امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نہیں تداوی بالحرام ناجائز ہے اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ماجعل الله فی الحرام شفاء (الحدیث) اللہ تعالیٰ نے حرام اشیاء میں شفا رکھی ہی نہیں۔ امام طحاوی اس میں خمر (شراب) کی تخصیص کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خمر کے علاوہ تمام محرمات سے تداوی جائز ہے احناف کی مفتی بہ رائے حالت اضطراری میں جواز کا ہے۔ اب کسی حرام میں شفاء ہے یا نہیں یہ تو یقین سے صرف حضورؐ کو وحی سے معلوم ہو سکتا تھا تو حضورؐ کو عرینتین کے بارے میں معلوم ہوگیا ہوگا کہ انکی شفاء اسی میں ہے اور بعد میں انہوں نے مرتد ہونا ہے۔

راجح قول بعض لوگ کہتے ہیں کہ اضطرار کی صورت میں بھی اسکو جائز نہ کہا جائے مگر کھانے کی اجازت دی جائے اسلئے قرآن کریم نے الا من اضطر (الاية) فرمایا ہے۔ اسلئے کہ خنزیر بھی

ایسی حالت میں کہ کوئی بھوکا ہو اور اسے اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اسے کھانا جائز ہے۔ شراب بھی بحالت مجبوری جب انسان پیاس سے مر رہا ہو تو استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ حالت اضطرار میں تداوی بالحرام جائز ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کسی حالت میں بھی تداوی بالحرام جائز نہیں۔

(۴) اب اس کی توجیہ میں ہمارے شیخ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ، نے یہ بھی فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ابوال پینے کا نہیں بلکہ اسے جسم پر ملنے اور خارجی طور پر استعمال کرنے کا حکم دیا تھا اور حدیث علفتها تبناً و ماء ا باردا جیسی ہے اور اصل عبارت یہ ہے کہ اشربوا من البانها واستنشقوا من ابوالها اور بو علی سینا جیسے حکیم نے تصریح کی ہے کہ استقاء جیسے امراض کے لئے استنشاق بالابوال مفید ہے اس زمانہ میں بھی حضور اقدس ﷺ کی اس اجازت کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ ہندوستان کا ایک سابق وزیراعظم مرار جی ڈیسائی اپنا پیشاب پیا کرتا تھا اور فخر سے کہا کرتا تھا کہ میں اپنے حوض سے پیتا ہوں۔ رات بھر پیشاب برتن میں جمع کر کے دن کو پی لیتا ہوں اور کہا کرتا کہ یہی میری صحت کا راز ہے۔ تو گندے ظرف میں گندی چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔ تو حضور اقدس ﷺ کی بات بھی ڈیسائی جیسے گندے نجس اور مشرک لوگوں کیلئے تھی۔

(۵) بہر حال احناف نجاست اور عدم جواز کے قائل ہیں اور نصوص بالعموم جواز کی نفی کرتی ہیں ۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے استنزهو من البول فان عامة عذاب القبر منه (الحدیث) رسول اللہ ﷺ بار بار فرماتے ہیں کہ خبردار پیشاب سے بچا کرو اس لئے کہ بہت سارے لوگ بے احتیاطی کی وجہ سے اچھے طریقہ سے استنجا نہیں کرتے۔ پیشاب سے جسم اور کپڑے نہیں بچاتے خاص طور سے وہ لوگ جو جانور وغیرہ پالتے ہیں تو وہ لوگ انکے پیشاب سے احتراز نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم کیسے احتیاط کر سکتے ہیں یہ تو روزمرہ کا کام ہے۔ تو رسول اللہ نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه۔ اور اس لئے امام ترمذی نے کتاب الطہارۃ میں باب التشدید فی البول کا باب باندھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کے حکم میں بہت سخت تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے : عن ابن عباس ان

النبی ﷺ مرعلی قبرین فقال انهما یعذ بان وما یعذ بان فی کبیرا ماهذا فکان لایستنزه من بوله واما هذا فکان یمشی بالنمیمة رسول اللہ ﷺ نے دو قبروں پر گزرتے ہوئے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ دونوں عذاب میں مبتلا ہیں اور ایسے گناہوں میں جنہیں یہ دونوں معمولی گناہ سمجھ رہے تھے اور نظر انداز کر جاتے تھے جبکہ یہ بڑے گناہ تھے۔ ان میں سے ایک پیشاب میں احتیاط سے کام نہیں لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اتنی احتیاط کون کرے ؟۔ خود پیشاب کر کے قطرے قطع ہو جانے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوتا۔ یا جانوروں کے چھینٹے کپڑوں پر پڑ جاتے تو پرواہ نہ ہوتی۔ اور دوسرا چغلخوری کو بڑا گناہ نہیں سمجھتا تھا اور ہر جگہ چغل خوری کرتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اما هذا فهولا یستنزه من البول کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا واما هذا فهو یاتی بالنمیمة کہ دوسرا چغل خوری کرتا تھا یعنی ایک جگہ کی بات دوسری جگہ اور دوسری جگہ کی تیسری جگہ پہونچاتا تھا۔

شیر خوار بچوں کے پیشاب کا حکم ایسے سخت احکام کے ساتھ پیشاب کے بارے میں اتنی شدت آئی کہ بچے کے پیشاب کے بارے میں بھی احادیث وارد ہوئیں اور محدثین نے ابواب قائم کئے ہیں باب فی نضح بول الغلام کہ دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کے بارے میں خود آپ کا اپنا معمول تھا کہ فدعا بماء ورش علیه (الحدیث) کہ پانی منگوایا اور اسکے اوپر بہادیا، اگرچہ اتنا ناپاک نہیں مگر دھونا ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ ینضح بول الغلام و یغسل بول الجاریة (الحدیث) کہ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکایا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو باقاعدہ دھویا جائے گا۔

دونوں میں فرق کیونکہ دونوں کے پیشاب میں بھی فرق ہے اگر شیر خوار لڑکا ہو تو اسکے لئے صرف پانی بہانا کافی ہے اور اگر بچی ہو تو اسکے پیشاب کو دھویا جائے گا اسکی وجہ یہ ہے کہ لڑکی میں خلقتاً اسکے حالات ایسے ہیں جسمیں اور بھی احتیاط کی جائے مثلاً حیض، نفاس اور دیگر اشیاء اللہ تعالیٰ نے اسمیں رکھی ہیں۔ اور جب دونوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو فغسلا جمعیا کہ دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ تو یہاں تک تاکیدات آئی ہیں اس لئے ہم اس اجازت کو منسوخ کہیں گے کہ یہ انکی کوئی خاص حالت تھی۔

-----☆☆☆-----